مغرب جمہوریت کا علم بردار ہے لیکن الجزائر میں جمہوریت کے قتل پر اس نے کسی تشویش کا اظہار نہیں کیا۔ انسانی حقوق کا علم بردار ہے، لیکن اتنے بے گناہوں کے بے دردانہ قتل پر کوئی آواز نہیں۔ اسلامی قوتوں کی مخالفت کے لیے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ یہ جمہوریت دشمن ہیں اور حکومت میں آنے کے بعد حکومت چھوڑیں گے نہیں۔ لیکن جن سیکولر ستوں کے سر پر ان کا ہاتھ ہے، ان کا حال یہ ہے کہ ۳۰ سال مسلط رہنے کے بعد، جب عوام نے انھیں ووٹوں سے مسترد کر دیا، تب بھی وہ اقتدار سے چمٹے ہوئے ہیں اور اہل وطن کو خون سے نہلا رہے ہیں۔ فرانس اور مغربی ممالک کے لیے یہ کافی ہے کہ فوجی حکمرانوں نے جون ۹۵ میں ایک انتخابی ڈھکوسلے میں زیرووال کو صدر منتخب کروالیا ہے۔ اب جون ۹۷ کے عام انتخابات میں صدر کی پارٹی کو اکثریت دلوانے کے لیے کھلی دھاندلی کی گئی۔ اخبار الاہرام نے ایک الجزائری افسر کے حوالے سے لکھا ہے کہ حقیقی نتائج بالکل مختلف تھے۔ صدر کی پارٹی کو صرف ۵۰ سیٹیں ملیں، جبکہ نتائج میں اسے ۱۵۵ دی گئیں۔ ۱۹۹۲ کے انتخابات کے بارے میں بھی اس وقت کی حکمران پارٹی کے ذمہ دار نے اب انکشاف کیا ہے کہ اسلامک فرنٹ کو پہلے راؤنڈ میں ۲۴ سیٹوں سے محروم کیا گیا تھا ورنہ اسے پہلے ہی راؤنڈ میں مطلق اکثریت حاصل ہو جاتی (امپیکٹ، اگست ۹۷)۔

ان سب حقائق سے بھی الجزائر کی ناجائز حکومت کے سرپرستوں کی جمہوری حس پر کوئی آنچ نہیں آتی۔ آئی ایم ایف حکومت کی معاشی پالیسیوں کی تحسین کرتا ہے، یورپی ممالک کے تجارتی وفود برابر آتے ہیں، بین الاقوامی کانفرنسوں کی میزبانی بھی ہوتی ہے، جیسے سب کچھ ٹھیک ہے۔

جولائی میں عباسی مدنی کو رہا کیا گیا تھا تو یہ امید ہوئی تھی کہ شاید ان انتخابات کے بعد حکومت کچھ اعتماد محسوس کر رہی ہے اور کوئی راستہ چاہتی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اب امریکہ چاہتا ہے کہ معتدل گروہوں کو حکومت میں شریک کیا جائے۔ امریکہ کے تحقیقی ادارے بتا رہے ہیں کہ موجودہ صورت میں حالات قابو میں نہیں آئیں گے اور زیادہ انتہا پسند آیندہ اقتدار میں آکر مشکلات پیدا کر سکتے ہیں۔ خیال ہے کہ سابقہ روابط کی بنیاد پر اس مفاہمت میں نیلسن مینڈیلا کردار ادا کریں گے جن کے دورہ الجزائر کا اعلان ہوا ہے۔ ماضی میں افریقن نیشنل کانگریس کے نوجوانوں کو الجزائر میں تربیت دی جاتی تھی۔ دوسری طرف اقوام متحدہ کے سیکریٹری جنرل کوفی عنان نے پہلی بار پریس کانفرنس میں الجزائر کی صورت حال پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ "امید ہے کہ تشدد کے خاتمے کے لیے فریقین کی حوصلہ افزائی کے راستے تلاش کیے جائیں گے"۔ الجزائر کی حکومت نے اسے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیا۔ عباسی مدنی نے عنان کے اس بیان کو خوش آمدید کہا اور اپنے ایک خط میں پیش کش کی کہ وہ فوری طور پر خوں ریزی بند کرنے کی اپیل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن شاید یہ الجزائر کی حکومت کے منصوبے کے مطابق نہیں تھا۔ عباسی مدنی کو گھر پر نظربند کر دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ دنیا ایک گاؤں اور بستی بن گئی ہے، لیکن بستی کے ایک محلے میں کھلا ظلم ہو رہا ہے اور بستی والوں کو خبر نہیں۔ دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ یک طرفہ تصویر پیش کرتے ہیں کہ مسلم گوریلے کارروائی کر

رہے ہیں۔ مسلمان ممالک کے اخبارات بھی بلا تکلف یہی خبر نقل کرتے ہیں۔ اصل حقیقت کے گرد خاموشی کی دیوار ہے۔ بہت دیر ہو چکی ہے، اب وقت آگیا ہے کہ بے خبری اور خاموشی کی یہ دیوار توڑی جائے۔ حقائق معلوم کرنے کے لیے بین الاقوامی مشن الجزائر جائیں، آنکھوں سے دیکھیں اور لوگوں سے ملیں اور دنیا کو بتائیں کہ الجزائر میں کیا ہو رہا ہے؟

او آئی سی سے تو توقع نہیں ہوتی کہ وہ کوئی اقدام کرے، اس لیے کہ سب اپنے شیشے کے گھروں میں ہیں، لیکن امت مسلمہ کا درد رکھنے والے ادارے، اخبارات اور ایجنسیوں کو آگے بڑھنا چاہیے، اور اپنا فرض ادا کرنا چاہیے۔ مغرب کو اس کا فرض یاد دلانا کافی نہیں۔ شکایت تو اپنوں سے ہے کہ سب کچھ اتنی خاموشی سے برداشت ہو رہا ہے۔ بین الاقوامی اداروں پر اتنا دباؤ پڑنا چاہیے کہ اقدام کرنے پر مجبور ہوں، اور الجزائر کی حکومت کو اجازت دینا پڑے۔ مغرب کو تو یہ فکر لاحق ہے کہ الجزائر میں اسلامی فرنٹ کو اقتدار مل گیا، اور تبدیلی کی لہر شروع ہو گئی تو ایک طرف مصر تک اور دوسری طرف بحیرہ روم پار کر کے ان کے علاقوں میں نہ آ جائے، اسی لیے وہ چھ سال سے ظالم اور ناجائز حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں، لیکن مغرب کے باضمیر لوگوں کو بھی جگایا جا سکتا ہے۔ اصل فرض خود ان مسلمان ملکوں کا ہے، جہاں جمہوری اقتدار رائج ہیں اور جہاں مسلمانوں کے آزاد ادارے موجود ہیں۔ الجزائر جانے کے لیے وفد تیار ہوں چاہے حکومت انکار کرے، الجزائر کے سفیروں کو ہر جگہ جواب دینا پڑے کہ ان کے ملک میں شہری کیوں قتل ہو رہے ہیں؟ الجزائر کی صورت حال کو برداشت کیے جاتے رہنا، اب برداشت نہیں ہونا چاہیے۔

فلسطینی مقتدرہ: تہمت خود مختاری کی

محمد ایوب منیر

اسرائیلی وزیراعظم نیتن یاہو کا عرفات سے مطالبہ ہے کہ "چھوٹی مچھلیاں (sardines) نہیں، بڑی مچھلیاں (sharks) پکڑو۔ وہ نہیں، جو کارروائیاں کرتے ہیں، وہ جو منصوبے بناتے ہیں، ہدایات دیتے ہیں"۔۔۔۔ فلسطینی جاں بازوں کی کارروائی میں چند اسرائیلی شہریوں کی ہلاکت کے بعد، بین الاقوامی میڈیا یک تصویر پیش کر رہا ہے کہ یہودی معصوم، پرامن ہیں، اور فلسطینی ظالم و دہشت گرد۔ صدر کلنٹن براہ راست ٹی وی پر آکر عرفات سے مطالبہ کر رہے ہیں، وزیر خارجہ آل برائٹ موقع پر پہنچ کر دباؤ ڈال رہی ہیں کہ عرفات حماس کا قلع قمع کرے، ورنہ یہ نیک کام اسرائیلی افواج اس کے نام نہاد خود مختار علاقوں میں داخل ہو کر خود انجام دیں گی۔

اس سال مارچ اپریل سے، القدس کے مشرقی علاقے میں ۳۰ ہزار افراد کے لیے مکانات کی تعمیر کا آغاز کیا گیا۔ اوسلو معاہدے (اور جینوا کنونشن) کی اس کھلی خلاف ورزی پر اقوام متحدہ اسرائیل کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ ایک بے ضرر قرارداد پاس ہوئی اور وہ بھی امریکہ نے ویٹو کر کے اسرائیل کو کھلی چھٹی دے دی۔ اہل

فلسطین کے مسلسل احتجاج پر اسرائیلی اقدامات نے صورت حال کو سنگین کر دیا۔ ایک لاکھ فلسطینی جو محنت مزدوری کے لیے مقبوضہ علاقوں میں جاتے تھے' ان کا داخلہ بند کر کے انھیں فاقوں میں مبتلا کر دیا گیا۔ فلسطینی مقتدرہ کی ۴ کروڑ ڈالر کی ریونیو آمدنی کی ادائیگی روک دی گئی' اور یاسر عرفات پر حماس کو کچلنے کے لیے دباؤ بڑھایا گیا۔ اوسلو معاہدے کے بعد سے' فلسطینی ریاست میں حماس کے مجاہدوں اور ہمدردوں پر عرصہ حیات پہلے ہی تنگ کر دیا گیا ہے۔ اسرائیل اور اس کی پشت پناہ عالمی طاقتیں تماشا دیکھتی ہیں کہ انھیں خوش کر کے شاید مالی امداد کے کچھ مزید ٹکڑے حاصل کرنے کے لیے (جس کے وعدے زیادہ اور وفا بہت کم ہے!) عرفات کی پولیس اپنے ہی بھائیوں پر ظلم و تعذیب کا بازار گرم کیے ہوئے ہے۔ اب حالات بہت خراب ہوئے تو عرفات نے حماس کے رہنماؤں سے ملاقات کی' شاید اپنا وزن بڑھانے کے لیے۔ لیکن دوسری طرف خود عرفات اور فلسطینی ریاست کے دوسرے وزرا و افسران کی کرپشن' عیاشیوں اور اسرائیلی بنکوں میں اکاؤنٹ کی کہانیاں عام ہیں۔ ایسی قیادت مقابلے میں کس طرح کھڑی ہو! جو خود اپنی قوم کی نظروں میں غدار ہوں' اور دشمن کا ایجنڈا پورا کر رہے ہوں' ان کو دشمن وقعت کیوں دے' انھیں تو اپنا کام نکالنے کے بعد' منظر سے ہٹا ہی دیا جاتا ہے۔

فلسطین کی آزادی اور القدس الشریف کی بازیابی' عالم اسلام کا مسئلہ ہے' لیکن پہلے اسے صرف عربوں کا مسئلہ قرار دیا جاتا رہا اور اوسلو معاہدے کے بعد تو اسرائیل اور فلسطینی ریاست کا مقامی مسئلہ بنا دیا گیا ہے جس میں امریکہ نے عربوں کا ہمدرد بن کر اسرائیل کے مفادات کی دیکھ بھال کی ذمہ داری لے رکھی ہے۔ مصر کے حسنی مبارک اور اردن کے شاہ حسین کیا کام آسکتے ہیں۔ سعودی عرب اشارہ پا کر مالی امداد فراہم کر دیتا ہے (حال ہی میں شہری سہولتوں کے لیے ایک کروڑ ڈالر دیے ہیں)۔ دوسرے بڑے بڑے مسلم ممالک کے حکمران خود اپنے مسائل اور اپنے اقتدار کی بقا کے لیے امریکہ کی نظر کرم کے محتاج نظر آتے ہیں' وہ کسی پر کیا دباؤ ڈالیں اور کیا مدد کریں۔ پاکستان میں اسرائیل کی منظوری کا شوشہ چھوڑ کر' ردعمل سے اندازے لگائے جا رہے ہیں۔ اوسلو معاہدے کے بعد یہ دلیل ہاتھ آگئی ہے کہ جب خود فلسطینیوں نے صلح کر لی ہے' تو ہم حالت جنگ کیوں رکھیں۔ (جیسے کہا جاتا ہے کہ جب پاکستان خود بھارت سے مذاکرات کر رہا ہے' آموں کے تحفے بھیج رہا ہے' تو دوسرے مسلم ممالک بھارت سے کیوں بگاڑ مول لیں)۔ عرب اور افریقی ممالک کے اسرائیل سے سمجھوتے ہو رہے ہیں' تاکہ اسرائیل کو منڈیاں فراہم ہوتی رہیں۔ ترکی سے اسرائیل کے فوجی معاہدے ہیں اور مشترکہ مشقیں ہوتی ہیں۔

اوسلو معاہدے کے تحت قیام امن کے لیے جو بھلا برا عمل ہونا تھا' وہ اسرائیل کی خلاف ورزی اور ہٹ دھرمی' اور اس پر امریکہ کی پشت پناہی سے خطرے میں پڑ چکا ہے۔ جو نامنصفانہ شرائط طے کی گئی ہیں' ان پر امن کا کوئی امکان نہ تھا' اگر کچھ تھا' تو وہ بھی اب دھندلا گیا ہے بلکہ بعض مبصرین کے نزدیک تو جنگ بھی خارج از امکان نہیں۔ کسنجر نے کہا ہے کہ اسرائیل کی مسلسل سرپرستی مشرق وسطیٰ میں ہی امن کو برباد نہیں